۲۴

# کامیابی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ذرائع کو استعمال کرنے سے ہو سکتی ہے

(فرمودہ ۳-اگست ۱۹۳۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے ہر کام کیلئے کچھ وسائل مقرر فرمائے ہیں ان کو استعمال کئے بغیر یا ان کی نگہداشت کے بغیر کبھی کامیابی نہیں ہوسکتی- اگر کوئی شخص چاہے کہ ان وسائل کو نظرانداز کرکے کامیاب ہوجائے یا انہیں استعمال تو کرے لیکن ان کی نگہداشت اور حفاظت نہ کرے اور کامیاب ہوجائے تو یہ بھی ناممکن ہے- دعا بیشک ایک کام دینے والی اور نفع مند چیز ہے اور انفرادی طور پر اگر ذرائع کو دیکھا جائے تو سب سے اعلیٰ اور کامل ذریعہ دعا ہی ہے- مگر دعا بھی سوائے شاذ کے ان طبعی حالات کی قائمقام نہیں ہوسکتی جو اللہ تعالیٰ نے کسی کام کے سرانجام پانے کیلئے مقرر فرمائے ہیں- کسی بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی دعائیں بہت قبول ہوتی تھیں کوئی سپاہی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے میرے ہاں بچہ پیدا ہو- جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے دیکھا کہ جس طرف سے آیا تھا اس سے مخالف سمت کو روانہ ہوا ہے- انہوں نے اس سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو- اس نے کہا میں فوج میں ملازم ہوں، رخصت پر گھر آیا ہوا تھا اور اب اپنی نوکری پر واپس جارہا ہوں- اس بزرگ نے کہا اگر تُو نوکری پر جارہا ہے تو میری دعائیں کیا کام دے سکتی ہیں- میری دُعا تو اس صورت میں کارگر ہوسکتی ہے کہ تُو گھر پر رہے اور ان طبعی ذرائع کا استعمال کرے جو اللہ تعالیٰ نے بچہ ہونے

کیلئے مقرر کئے ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ سامان کے بغیر بھی بعض اوقات کوئی کام ہوجاتا ہے' مگر اس میں بھی اخفاء کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ دعا کی اور عناصر میں یکایک ویسا ہی تغیر پیدا ہوگیا۔ مثلاً پانی ملنے کیلئے دعا کی جائے تو یہ نہ ہوگا کہ ہوا میں سے آکسیجن اور ہائیڈروجن الگ ہوکر آپس میں مل جائیں اور پانی بن جائے۔ پانی کیلئے اللہ تعالیٰ کوئی ظاہری سامان ہی کرے گا۔ مثلاً کسی قافلہ کو بھیج دے گا جس کے پاس پانی ہوگا' کسی سوکھے ہوئے کنویں سے پانی نکل آئے گا یا کوئی اور سامان پیدا ہوجائے گا یہ کبھی نہیں ہوگا کہ ہوا سے گیس نکل کر پانی بن جائے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر سامان کے کام ہوتے ہیں' وہاں بھی اخفاء کا پہلو ضرور ہوتا ہے۔ ہماری جماعت میں بھی اس قسم کے معجزہ کی مثالیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشف میں دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے بعض پیشگوئیاں لکھیں جن کا مطلب یہ تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ اور وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خداتعالیٰ کے سامنے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو دوات میں ڈالا اور جس طرح زیادہ سیاہی لگ جانے سے اسے چھڑک دیا جاتا ہے چھڑکا اور سُرخ رنگ کے چھینٹے آپ پر بھی گرے۔ آپ نے اُٹھ کر بعینہٖ ویسے ہی قطرے دیکھے۔ مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحوم و مغفور جو اُس وقت آپ کے پاؤں دبارہے تھے ان کی ٹوپی پر بھی قطرے گرے۔ اب یہ ایک نشان ہے اور ایسی چیز پیدا کی گئی جو عام قانون جاریہ میں نظر نہیں آتی مگر یہاں بھی اخفاء کا پہلو ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رؤیا دیکھا اور رؤیا اپنی ذات میں اخفاء ہے۔ پھر جو جاگتا تھا اس نے نہ قلم دیکھا نہ دوات نہ خدا کا ہاتھ اور نہ چھینٹے گرتے ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سب کچھ دیکھا مگر آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے اور یہ نظارہ کشف کا تھا اس طرح یہاں بھی اخفاء موجود ہے۔ پس تمام کام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئے جاتے ہیں' ان میں اخفاء ضرور رکھا جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ آپ نے برتن میں ہاتھ ڈالا جس میں پانی کم تھا۔ مگر پھر بھی سب لوگ سیراب ہوگئے [1]۔ اس میں بھی اخفاء ہے جس کی وجہ سے کوئی اس کی یہ تاویل کرلیتا ہے کہ صحابہ نے جب پانی جمع کرنا شروع کیا تو اس کا اندازہ کرنے میں غلطی کی۔ دراصل پانی ان کے اندازہ سے زیادہ تھا۔ کوئی کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے پانی میں ہی برکت

ڈال دی اور وہ سب کیلئے کافی ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ان کی پیاسوں میں کمی ہوگئی اور وہ تھوڑے پانی سے بُجھ گئیں۔ جو بھی صورت ہو' اخفاء کا پہلو بہرحال موجود ہے۔ تو دعا جہاں کام کرتی ہے وہاں بھی ظاہری اخفاء ضرور ہوتا ہے۔ پھر یہ بات ہوتی بھی بالکل شاذ ہے۔ رسول کریم ﷺ کی زندگی میں چند ایک واقعات ہی ایسے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ایک دو ہی ہیں۔ ممکن ہے بعض انبیاء کی زندگیوں میں ایسا واقعہ کوئی بھی نہ ہو۔ دنیا لاکھوں کروڑوں سال سے چلی آتی ہے بلکہ قرآن کریم سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اربوں بلکہ اَن گِنت سالوں سے چلی آرہی ہے۔ اور اگر اتنے لمبے عرصہ میں چند سَو دفعہ ایسے واقعات رونما ہوگئے تو ان کی ان دوسرے واقعات کے مقابلہ میں کیا گنتی ہے جو ہر شخص کے سامنے روزانہ گذرتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ دعا کی قبولیت بھی سامانوں کو چاہتی ہے۔ کوئی افسر مہربان ہوگیا اور ترقی مل گئی' تجارتی مال بِک گیا اور اس طرح قرض اُتر گیا یا نفع ہوگیا' کوئی قید تھا' بادشاہ مرگیا یا اس کی تخت نشینی ہوئی اور قیدی چُھوٹ گئے۔ دیکھنے والا اسے اتفاق کہتا ہے مگر مومن سمجھتا ہے کہ یہ دعا کا نتیجہ ہے۔ پس سامانوں کو مدنظر رکھنا خدا تعالیٰ نے دعا کے باوجود ضروری قرار دیا ہے۔ مگر بعض لوگ وہ ہیں جو ذرائع پر اِتّکال کرلیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو سمجھتے ہیں جب ہم نے ایک دو دفعہ ہاتھ اٹھا کر دعا کردی اور اس سے فلاں چیز مانگ لی تو اب اللہ تعالیٰ کا فرض ہوگیا کہ ہمیں دے۔ پھر بعض لوگ سامان کرتے ہیں مگر بالکل نکمّے اور ان کی حالت ویسی ہوتی ہے جیسے کہتے ہیں کوئی برہمن دریا پر نہانے گیا' سردی سخت تھی اور وہ حیران تھا کہ کیسے نہاؤں' اتنے میں اسے ایک اور برہمن دریا سے واپس آتا ہوا ملا۔ اس نے پوچھا سردی تو بہت سخت ہے تم کس طرح نہائے۔ اس نے کہا میں تو چند کنکریاں دریا میں پھینک کر اور یہ کہہ کر "تور اشنان سو مور اشنان" واپس آگیا ہوں۔ اس پر وہ کہنے لگا اچھا تو پھر "تور اشنان سو مور اشنان" اور وہ بھی گھر لوٹ آیا۔ تو بعض لوگ ایسے سامان مہیا کرتے ہیں جو سامان کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے۔ قلب کی صفائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے کلمات بتائے ہیں جو اس کی محبت' اس کے عفو' اس کے غفران' اس کی رحمانیت' اس کی رحیمیت' اس کی رحمت اور قوت پر دلالت کرتے ہیں۔ انہیں پڑھنے کیلئے ایک شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ لیکن وضو نہیں کرتا یا اگر کرتا ہے تو احتیاط سے نہیں کرتا۔ یا اگر وضو ٹھیک کرتا ہے تو نماز بے توجہی سے پڑھتا ہے وہ ایک نامکمل سی چیز پیش کرتا ہے۔

پھر اگر یہ سمجھے کہ میں نے نمازیں پڑھی ہیں اور نتائج کا امیدوار رہوں تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص روزہ رکھتا ہے مگر اس کے روزہ کی حقیقت کوئی نہیں۔ وہ گالیاں بھی دیتا رہتا ہے، فساد بھی کرتا ہے، غیبت، چغلی، بدگوئی سب کچھ کرتا ہے ایسی حالت میں اگر اُس نے پیٹ کو خالی رکھا تو اس سے کیا فائدہ۔ یا اگر وہ یہ استدلال کرلیتا ہے کہ سحری کھاتے ہوئے اگر ذرا دیری بھی ہوگئی تو کیا حرج ہے۔ یا شام کے وقت سے پہلے ہی افطار کرلیتا ہے۔ یا اتنی دیر میں کرتا ہے کہ جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزہ مکروہ ہوجاتا ہے[۲] تو ایسے روزہ کا کیا فائدہ یہ ساری حالتیں روزہ کو خراب کرنے والی ہیں۔

یہاں ایک شخص ہے جسے بچپن سے اعتراض کرنے کی عادت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں وہ اس امر پر بحث کیا کرتا تھا کہ اگر روزہ مقررہ وقت سے کچھ دیر پہلے یا بعد میں رکھ لیا یا وقت سے ذرا پہلے یا بعد میں افطار کرلیا جائے تو کیا حرج ہے۔ ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ تانی (جولاہوں کی) ایک طرف کیلے سے باندھ کر دوسری طرف باندھنا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ کیلے سے دو انچ ادھر رہتی ہے وہاں تک پہنچانے کیلئے کھینچتا ہوں مگر وہ نہیں پہنچتی۔ اس پر بہت گھبراہٹ ہوئی کہ صرف دو انچ فرق کیلئے تانی خراب ہوجائے گی اور شور مچانا شروع کردیا کہ لوگو دیکھو صرف اتنے سے فرق کیلئے میری تانی خراب ہو رہی ہے، اتنے میں آنکھ کھل گئی اور تعبیر سمجھ میں آگئی اسی طرح جماعتی اور ملّی کام ہوتے ہیں۔ بعض خیال کرلیتے ہیں کہ سب لوگ چندہ دیتے ہیں اگر ہم نے نہ دیا تو کیا ہوگیا لیکن اگر ہر شخص یہی خیال کرلے تو کام کس طرح چلے۔ جماعت کے ہر شخص کو خیال کرنا چاہیئے کہ میں ہی ذمہ دار ہوں اور مجھے کسی حالت میں بھی خدمت دین سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے مخلصین ہیں جو اپنے بیوی، بچوں کیلئے جب سامان اور ضروریات خریدتے ہیں تو دین کی بھی فکر رکھتے ہیں۔ وہ جب اپنے اور اپنے متعلقین کیلئے آرام کا سامان مہیا کرتے ہیں تو یہ بھی دیکھ لیتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کیلئے ہم نے کیا سامان کیا ہے گویا وہ آپ ہی آپ بیدار ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض ایسے ہوتے ہیں جو سوجاتے ہیں مگر جب بیدار کیا جائے تو فوراً بیدار ہوجاتے ہیں لیکن بعض مچلے ہوتے ہیں اور مچلوں کو کون جگا سکتا ہے۔ جو دراصل جاگ رہا ہو اور جان بوجھ کر سویا ہو، اسے کس طرح جگایا جائے۔ اسے جتنا ہلاؤ گے وہ زیادہ خراٹے بھرنے لگے گا۔ ایسے لوگ سخت نقصان کا

موجب ہوجاتے ہیں- مخلص وہ لوگ ہوتے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اکیلے ہم ہی ذمہ دار ہیں- اسی طرح بعض لوگ احکام کی فرمانبرداری کرنے کی بجائے حیلے بہانے کرنے لگ جاتے ہیں اور تاویلات میں وقت ضائع کردیتے ہیں مگر اس طرح کبھی کام نہیں چل سکتا- ایسے لوگوں کی مثال زمیندار کی سی ہوتی ہے جو آج ہل چلائے' اگلے سال سہاگہ دے اور پھر اس سے اگلے سال تخم ریزی کرے- اور پھر دو چار سال بعد کھیتی کاٹنے جائے- ظاہر ہے ایسی فصل اول اُگے گی ہی نہیں اور اگر اُگے بھی تو جانور وغیرہ کھاجائیں گے اور بونے والے کو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا- ایسا شخص کوئی فائدہ نہیں اٹھاسکے گا فائدہ وہی اٹھاسکتا ہے جو بونے سے پہلے ہل چلائے' پھر سہاگہ دے' وقت پر تخم ریزی کرے' آبپاشی کرے اور وقت مقررہ کے اندر اندر کاٹے- بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ایک وقت تک نمازیں پڑھیں گے' روزے رکھیں گے' چندے دیں گے اور خیال کرلیں گے کہ ہم نے سب کچھ کرلیا حالانکہ اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا- یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے وہ کسان جو ایک سال ہل چلاتا' دوسرے سال سہاگہ دیتا' تیسرے سال بیج بوتا اور چوتھے سال کاٹنے جاتا ہے- وہ اگر کہے کہ میں نے محنت تو کی تھی مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا- تو ہر شخص اسے یہی جواب دے گا کہ تُو نے محنت کب کی تھی سُست الوجود! محنت تو متواتر کام کرنے کا نام ہے' ورنہ کچھ نہ کچھ کام تو ہر شخص کرتا ہے یہ محنت نہیں' یہ تو سستی ہے- کہتے ہیں کوئی سپاہی سڑک پر جارہا تھا کہ رستہ سے تھوڑی دور کسی نے اسے آواز دی کہ ذرا ادھر آنا- وہ جب وہاں پہنچا تو دیکھا دو آدمی لیٹے ہیں ان میں سے ایک اسے کہنے لگا بھئی میری چھاتی پر بیر پڑا ہے' ذرا اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دینا- سپاہی کو غصہ آیا- اس نے کہا تم عجیب آدمی ہو اس کام کیلئے اتنی دور سے مجھے بلایا تھا اور اسے ڈانٹنے ڈپٹنے لگا- اس پر دوسرا کہنے لگا آپ ناراض نہ ہوں یہ ہے ہی بہت کاہل اور سُست الوجود- دیکھو ساری رات کتا میرا منہ چاٹتا رہا مگر اس نے ہش تک نہ کی- یہ سن کر سپاہی چُپکے سے چلا گیا اور اس نے سمجھ لیا کہ ان کو نصیحت کرنا بیکار ہے- اب اس شخص نے بھی سپاہی کو آواز دے کر بلایا تھا- لیکن اگر وہ بھی کہتا کہ میری محنت اکارت گئی تو یہ کیسی مضحکہ خیز بات تھی-

محنت متواتر اور موزوں کوشش کا نام ہے- جو شخص آج نماز شروع کرے اور کل چھوڑ دے- یا ایک دن روزہ رکھ لے اور دوسرے دن ترک کردے اور کوئی نتیجہ نہ نکلے تو اس کا

یہ کہنا کبھی درست نہیں ہو سکتا کہ میری محنت اکارت گئی۔ پس اگر ہماری جماعت بہتر نتائج دیکھنے کی خواہشمند ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے عمل سے خاص یہ نمونہ قائم کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا رشتہ دار نہیں جو شخص اس کا ہوتا ہے' وہ اسی کا ہوتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ساری دنیا اس کی ہو جاتی ہے۔ اگر ساری دنیا مل کر بھی اس کی مخالفت کرے تو آسمان کی شعاعیں اس کی مدد کرتی ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل کے اندر پیدا کی جائے اور پھر توکّل اور استقلال کے ساتھ اس پر قائم رہیں۔ جس رنگ میں بھی نیکی کریں استقلال کے ساتھ کریں تاکہ کوئی نتیجہ نکلے۔ دیکھو ایک ایک قطرہ مسلسل اور مستقل طور پر گرتے گرتے پتھر میں گڑھا بنا دیتا ہے۔ پہاڑوں میں ہم نے دیکھا ہے بعض مقامات پر پانی کا ایک ایک قطرہ گرتا ہے مگر وہ پتھر میں گڑھا پیدا کر دیتا ہے لیکن ایک ہی دفعہ اگر ایک بڑی ٹینکی بھی پانی کی بہادی جائے تو کچھ نہیں ہوگا۔ پس نیکی میں باقاعدگی ضروری ہے۔ جماعت کے نظام کے متعلق ہی میں دیکھتا ہوں کہ جب منافق پیدا ہوتے ہیں اور ان کے متعلق توجہ دلائی جاتی ہے تو سب لوگ جوش میں آجاتے ہیں۔ یہاں بھی اور باہر بھی جماعت میں خاص بیداری پیدا ہو جاتی ہے مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایسی خاموشی چھا جاتی ہے کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں اور یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ جب ایک سؤر اپنے بچے کو چھوڑ جاتا ہے' ایک کتّا چھوڑ جاتا ہے' ایک شیر چھوڑ جاتا ہے تو منافق نے کیوں نہ چھوڑے ہوں گے اور اس سے جماعت کو محفوظ رکھنے کا کیا فائدہ' جب تک اس کے بچوں سے بھی محفوظ نہ کر لیا جائے۔ اس کے بچوں سے مراد اس کی جسمانی اولاد نہیں۔ اس کی روحانی اولاد تو نہیں کہہ سکتے بلکہ اس کی شیطانی اولاد مراد ہے۔ جب تک اس کا بھی علاج نہ کیا جائے' صرف ایک آدھ کے علاج سے یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ ان کو چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دو سال کے بعد ایک اور پارٹی نمودار ہو جاتی ہے اور پھر اس کا انتظام کرنا پڑتا ہے حالانکہ اگر ایک ہی وقت سب کے نفاق کو ظاہر کر دیا جائے تو پھر بھی اگرچہ مرض باقی رہے گا مگر وہ اس قدر نقصان دہ نہ ہوگا جس قدر جڑ کے قائم رہنے کی صورت میں ہوتا ہے اور کم سے کم ہماری ذمہ داری نہ رہے گی۔ گو وہ مُضِر اس صورت میں بھی ہوگا جیسے اگر کسی شخص کے اندر ملیریا کا زہر ہو تو گو اسے بخار نہ ہو' تو بھی اس پر سُستی طاری رہے گی۔ بعض یورپین ڈاکٹروں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ہندوستان ہمیشہ دوسروں کے زیر حکومت اس لئے رہا ہے کہ ہندوستانی ہمیشہ ملیریا کے اثر کے نیچے رہتے

ہیں- اور یورپین ڈاکٹروں کا کیا ذکر خود بنگال کے بعض ڈاکٹروں کی بھی یہی رائے ہے- پس اندر اگر زہر ہو تو طبیعت میں سستی ضرور ہوتی ہے- اسی طرح جن لوگوں میں منافقت کا زہر ہو گا وہ سلسلہ کے کاموں میں سست ہوں گے مگر اتنے نقصان دہ نہ ہوں گے-

پس اب سب کاموں کے متعلق ہماری جماعت کو اپنا وطیرہ بدلنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر پوری طرح عمل کرنا چاہیئے- یہ نہیں کہ نماز پڑھی اور روزہ چھوڑ دیا- یا تبلیغ کی تو چندہ نہ دیا- اسی طرح نظام سلسلہ کے متعلق بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا چاہیئے- جیسے کپتانِ جہاز کے پاس ایک چارٹ ہوتا ہے جو اسے بتاتا ہے کہ فلاں راستہ خراب ہے' فلاں مقام پر چٹانیں ہیں' فلاں جگہ پانی تھوڑا ہے- یا کوئی جہاز کو نقصان پہنچانے والی چیز موجود ہے- اسی طرح مومن کے سامنے ایک چارٹ ہر وقت ہونا چاہیئے جس سے وہ دیکھتا رہے کہ مجھے کیا کیا امور مدنظر رکھنے چاہئیں پھر اس کی راہنمائی میں روحانی جہاز کو سب خطرات سے بچاتا ہوا لے جائے وگرنہ وہ کسی نہ کسی پہاڑ سے ٹکرا کر چکنا چُور ہوجائے گا اور اگر نہ بھی ٹکرائے تو بھی خطرہ اسے ہر وقت رہے گا- پس اس لئے بیداری سے کام کرو- یہ مت خیال کرو کہ ہم میں تعلیم نہیں' ہم اَن پڑھ ہیں- رسول کریم ﷺ نے ظاہری تعلیم حاصل نہ کی تھی مگر پھر بھی آپ کی کوئی مثال دنیا پیش نہیں کرسکتی- اور بھی کئی ایسی ہستیاں گذری ہیں جنہوں نے اپنے اپنے دائرہ کے اندر ترقیات حاصل کیں- نادر شاہ بالکل اَن پڑھ تھا اور ایک گڈریے کا بیٹا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے ایران' ہندوستان اور افغانستان کو فتح کرلیا- کسی نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کے باپ کا نام کیا ہے- اس سوال کے جواب میں اس نے تلوار کی طرف اشارہ کرکے کہا میں اِسی کا بیٹا ہوں- یعنی میرا باپ تو بڑا آدمی نہیں تھا لیکن میری تلوار بڑی ہے- اسی طرح چند سال ہوئے بچہ سقہ نے ایک زبردست بادشاہ کو جو یورپ کی سلطنتوں پر بھی اپنی بڑائی کا سِکّہ جمانے گیا تھا' ملک سے ایسی صفائی کے ساتھ نکال دیا جیسے مکھن سے بال نکال دیا جاتا ہے- پس ظاہری بڑائی کوئی چیز نہیں- انسان اگر غور کرے' اپنی ذمہ داری کو سمجھے تو قوت مقابلہ خودبخود اس کے اندر پیدا ہوجاتی ہے- جب تک یہ قوت پیدا نہ ہو' عقل بھی کام نہیں دیتی- جب دل میں لگن نہ ہو تو دماغ بھی منجمد ہوجاتا ہے- پس دینِ اسلام کیلئے اپنے دل میں لگن پیدا کرو- پھر گو تم لکھے پڑھے نہیں خودبخود ہر بات کو سمجھتے جاؤ گے- ہر شخص اگر اپنے اردگرد اصلاح کی کوشش شروع کردے- یہاں کے دارالرحمت والے اپنے محلّہ میں'

دارالفضل والے وہاں، دارالبرکات والے اپنے ہاں، اسی طرح دوسرے محلوں والے اپنے اپنے محلوں میں، تو جو لوگ قابلِ اصلاح ہیں، ان کی اصلاح ہوجائے گی۔ اور اجزاء کی اصلاح سے کُل کی اصلاح خود بخود ہوجاتی ہے۔ اسی طرح ہر شخص اگر اپنے گردو پیش کی اصلاح کرے تو سب کی خود بخود اصلاح ہوجاتی ہے۔ ایک کام کرے تو دوسرا بھی اسے دیکھ کر کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کیلئے کسی بڑی قابلیت کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ ہر شخص اپنے گردو پیش اصلاح کی کوشش کرے تو دوسروں کو بھی تحریک ہوجاتی ہے۔ پس ان امور کو یاد رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ایک سال کے اندر ہماری بہت سی طاقت اس قسم کی اصلاح کرنے میں ضائع ہوجاتی ہے جسے محفوظ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ہماری ترقی کیلئے اگر سَو فیصدی طاقت کی ضرورت تھی جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی اور اس میں سے اگر چالیس فیصدی ضائع ہوجائے تو یہ بہت بڑا نقصان ہے اور جتنی جلدی ترقی ہوسکتی تھی اس نقصان سے وہ پیچھے جاپڑے گی۔

پس احباب کے اندر بہت سی بیداری اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ہر ایک کے اندر یہ احساس پیدا ہوجائے کہ میں ہی ذمہ دار ہوں۔ اسی احساس کے نتیجہ میں سوسائٹی کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ ذمہ داری کے معنی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کے نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ وعظ و نصیحت کی جائے اور مرکز میں ذمہ دار افسران کو اطلاع دی جائے۔ یہ نہیں کہ لٹھ لئے پھریں اور جس کسی میں کوئی نقص دیکھیں، اس کا سر پھوڑ دیں کیونکہ اصلاح فتنہ و فساد کی روح کو مٹانے سے ہوسکتی ہے۔ اس نصیحت کے ساتھ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دوستوں کو توفیق دے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور تواتر و استقلال کے ساتھ ایسے رنگ میں کام کریں کہ کامیاب ہوسکیں اور دنیا میں اسلام کی صداقت پھیلانے میں کامیاب ہوجائیں۔

(الفضل ۹۔ اگست ۱۹۳۴ء)

---

۱؎ مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی ﷺ

۲؎ بخاری کتاب الصوم باب تعجیل الافطار